☆-ہدایت-☆

(۵)

عدم تطبیق حقیقت سے دوری کی بڑی وجہ

(فہمِ دین کے تناظر میں بہت بڑی غلط فہمی)

(اولین فرصت میں فوراً پڑھنے کی اشد ضرورت)

ابوعبداللہ

(ہمارا عزم)

☆سچائی کی پیروی☆

(WWW.KHIDMAT-ISLAM.COM)

(Email:KHIDMAT777@GMAIL.COM)

بسم الله،الحمد لله، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ

فہم دین کے تناظر میں تطبیق نہ کرنا حقیقت سے دوری کی بہت بڑی وجہ ہے۔فرقہ واریت نے اس تناظر میں انسان کو بہت بُری طرح دین کی حقیقت سے دور کیا ہے۔

تطبیق: کسی بھی مسئلہ میں کسی ایک آیت یا ایک حدیث کی بنا پر حتمی نتیجہ نکالنے کی بجائے اس موضوع کے متعلق دیگر آیات و احادیث کو ملحوظ رکھتے ہوئے گہرے غوروفکر کے بعد جو متوازن حکم سامنے آئے،اس پر عمل پیرا ہونا تطبیق کہلاتا ہے۔

جب انسان فرقہ واریت کا شکار ہوکر اخلاص کی دولت سے محروم ہوجاتا ہے تو پھر اسکی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اسکے گروہ،اسکے ذہن پر حرف نہ آئے۔لہٰذا وہ کسی بھی معاملے کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر اصل مطلوب ومقصود تک پہنچنے کی بجائے صرف ایک آدھی بات کے ادھورے مفہوم کی بنا پر اپنے ذہن ومسلک کے مطابق نتیجہ نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔

ایک آیت یا حدیث بھی حجت ہوتی ہے،لیکن بات کے اصل اور حتمی مفہوم تک پہنچنے کیلئے تطبیق ضروری ہوتی ہے۔بات کو سمجھنے کیلئے درج ذیل مثالوں پر غور کریں:

(1)۔ دنیاپرستی کے تناظر میں: دنیوی زندگی اور اسکی زیب وزینت پر بہت شدید وعیدیں بھی ہیں جبکہ بعض آیات میں اسکا جواز بھی۔اب کچھ لوگ صرف وعید پر مبنی آیات کی بنا پر یہ حتمی نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ دنیاداری ہے ہی بالکل ممنوع وحرام،لہٰذا وہ ترک دنیا کا ہی درس دیتے ہیں۔

اسکے برعکس دنیادار لوگ دوسری آیات کی بنا پر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہر قسم کی زیب وزینت، تعیش وآرائش......... کچھ بھی ممنوع نہیں۔جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان لوگوں کی ساری کی ساری توانائیاں اسی عارضی زندگی پر صرف ہوجاتی ہیں۔نہ فہم قرآن،فہم دین کیلئے وقت،نہ عبادات کی ترجیح وشوق.........

اگر تطبیق کرتے ہوئے۔دونوں قسم کی آیات اور ان دونوں قسم کی آیات کے تناسب (Rtaio/Proportion) کو سامنے رکھتے ہوئے نتیجہ اخذ کیا جاتا تو اللہ کی اصل منشاء کو سمجھنا آسان ہوجاتا۔

(2)۔ قرآن نے بعض مقامات پر کسی ایک بڑے عمل کی اہمیت اجاگر کرنے کیلئے اس پر بڑی بڑی نوید

یں سنائی ہیں، جیسے: انفاق فی سبیل اللہ کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ انہیں کوئی خوف ہوگا نہ غم (سورۃ البقرہ، آیت۔۲۷۷)۔اس آیت کریمہ سے بلا تطبیق اگر یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ باقی کچھ کرنے کی ضرورت نہیں، عظیم فلاح کیلئے تو صرف انفاق ہی کافی ہے.......تو ظاہر ہے یہ نتیجہ درست نہ ہوگا۔

(3)۔ نبی کریم ﷺ سے محبت کے حوالے سے درج ذیل روایت کی بنا پر یہ حتمی نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ سے محبت ہے تو اعمال کا ہونا ضروری نہیں۔بغیر عملوں کے محض محبت کی بنا پر ہی بیڑا پار ہوجائے گا: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں:

’’ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا تو نے قیامت کیلئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کی اللہ اور اسکے رسول کی محبت، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((فانک مع من احببت)) یقیناً قیامت کے روز تو اسکے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ تو نے محبت کی۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اسلام لانے کے بعد ہمیں جتنی خوشی اس بات سے ہوئی اتنی خوشی کسی اور بات سے نہیں ہوئی۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ)

اس روایت سے بظاہر تو ایسے ہی لگتا ہے کہ اگر محبت ہے تو اعمال کے بغیر بھی کام بن جائے گا۔لیکن حقیقت میں ایسا ہرگز نہیں۔محبت اور اتباع و عمل سے دوری ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔محبت کا مطلب ہی محبّ سے قلبی لگاؤ اور اسکی منشاء و مرضی کو ملحوظ رکھنا ہے نہ کہ اسکے برعکس چلنا۔اسی لئے دعویٰ محبت کی تصدیق کیلئے اللہ تعالیٰ نے بنیادی شرط ہی نبی کریم ﷺ کی اتباع رکھی ہے اور بغیر اتباع دعویٰ محبت کو باطل قرار دیا ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ ﴾ (سورہ آل عمران۔آیت:31)

’’(اے نبی انہیں) فرمادیجیے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو‘‘

بلکہ بغیر اعمال خالی دعویٰ محبت اور پیروی سے گریز کرنے پر کفر کی وعید نازل فرمائی ہے:

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ٥﴾

(سورہ آل عمران۔آیت:32)

''اے نبی ﷺ انکوفرماؤ اطاعت کرواللہ کی اور اسکے رسول کی پھر اگر وہ منہ موڑیں تو اللہ ایسے کافروں کو پسند نہیں کرتا''

باقی اخروی نجات کیلئے قرآن مجید میں دو بنیادی شرائط (ایمان وعمل) اس کثرت سے بیان ہوئی ہیں کہ اس ضمن میں غلط فہمی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔جگہ جگہ فرمایا:

﴿اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾

''سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال اختیار کئے۔''

یعنی تخصیص کے ساتھ تکرار سے یہ بات بیان ہوئی ہے کہ نجات یافتہ ہونے کیلئے خالی ایمان کافی نہیں بلکہ ایمان اور اعمال صالحہ پر کاربند ہونا دونوں ضروری ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

''جس کو اسکا عمل پیچھے چھوڑ گیا اسکا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکے گا۔''

(صحیح مسلم،کتاب الذکروالدعا)

یعنی فیصلہ نسب یا نسبت اور خالی محبت کی بنا پر نہ ہوگا بلکہ اعمال کی بنا پر ہوگا۔

اسی ایک بات کی تفصیل بیان کی جائے تو پوری کتاب بن جائے۔لہٰذا بغیر تطبیق صرف مذکورہ ایک روایت کو پیش نظر رکھ کر یہ نتیجہ نکالنا کہ نجات کیلئے اعمال اور اتباع کے بغیر صرف خالی محبت ہی کافی ہے درست نہیں۔کیونکہ اعمال اور اطاعت سے دوری حقیقت میں محبت کی نفی ہے۔

(4)۔ شرک کے معاملے میں درج ذیل روایت کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''میں تمہارے متعلق اس بات سے خائف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کروگے لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم ایک دوسرے کے مقابلے میں دنیا میں رغبت کروگے''۔ (بُخاری،رقم:1344،مُسلم)

صرف اس ایک حدیث کے ادھورے مفہوم کی بنا پر یہ حتمی نتیجہ نکال لینا کہ امت مسلمہ شرک کا ارتکاب نہیں کرسکتی۔اس بنا پر فہم توحید وشرک کے زندگی کے سب سے اہم موضوع کو زندگی سے نکال دینا بہت بڑی ہلاکت ہے۔اگر دیگر آیات وروایات کو ملحوظ رکھا جاتا تو بچت ہوجاتی جیسے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿لا تقوم الساعت حتیٰ تلحق قبائل من اُمتی بالمشرکین و حتی تعبد قبائل من اُمتی الاوثان﴾ (سُنن ابی داوٗد ''کتابُ الفتن''، رقم: 4252)

''اُس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک میری اُمت میں سے کچھ قبائل مشرکین کیساتھ نہ مل جائیں اور یہاں تک کہ میری اُمت کے کچھ قبائل بتوں کی پرستش کریں گے۔''

نبی کریم ﷺ نے امت مسلمہ کے بارے میں انتہائی خوفناک خبر دی کہ:

''یقیناً تم بھی پہلے لوگوں کے طریقوں کے پیچھے چل پڑو گے جس طرح بالشت، بالشت کے ساتھ اور ہاتھ، ہاتھ کے ساتھ (برابر ہوتا ہے) حتیٰ کہ اگر پہلے لوگوں نے کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہونے کا کام کیا تو تم بھی اُن کے پیچھے چلو گے۔ پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ اُن پہلے لوگوں سے مراد کیا یہودی اور نصرانی (عیسائی) ہیں؟ تو فرمایا: '' اگر وہ مراد نہیں تو اور کون مراد ہیں۔ ؟'' (بُخاری: 3456، مسلم)

یہود و نصاریٰ کی بہت سی خرابیوں میں بڑی خرابی شرک و بدعات پر عمل پیرا ہونا ہے۔

(5)۔ درج ذیل روایت کی بنا پر یہ حتمی نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ شرک کے ضمن میں مسلمانوں کو زیرِ موضوع ہی نہیں بنانا چاہیئے:

''سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تم پر اُس آدمی کا بڑا خوف ہے جو قرآن پڑھے گا یہاں تک کہ اُس کی تازگی اُس کے چہرے پر ظاہر ہوگی اور وہ (بظاہر) اسلام کی مدد کرنے والا ہوگا جس قدر اللہ چاہے گا اُسے متغیر کردے گا پھر وہ دینِ اسلام سے نکل جائے گا اور دین کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دے گا۔ اپنے مسلم پڑوسی پر تلوار کے وار کرے گا اور اُس پر شرک کی تہمت لگائے گا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی شرک کی تہمت لگانے والا شرک کے قریب ہوگا یا جس پر شرک کی تہمت لگائی جائے گی وہ شرک کے قریب ہوگا۔ فرمایا بلکہ شرک کی تہمت لگانے والا خود شرک کے قریب ہوگا۔''

(صحیح ابن حبان 81، مجمع الزوائد)

اس روایت کے غلط مفہوم اور دیگر حقائق کو پس پشت ڈالنے کی بنا پر ابلیس کو کھیلنے کے لئے کھلا میدان مل گیا

ہے کہ جیسے چاہے مسلمانوں کو ورغلا کر انکی ابدی ہلاکت کرے۔اِس روایت کے مطابق:
مذکورہ آدمی اسلام میں ہوگا پھر اسلام کو چھوڑ دے گا اور اپنے مسلم پڑوسی پر تلوار چلائے گا اور شرک کا بہتان لگائے گا یعنی جو شرک میں ملوث نہیں اُس پر جھوٹ باندھے گا۔یعنی حقیقتاً اُس کا پڑوسی شرک سے محفوظ اور بری ہوگا۔یقیناً بے گناہ پر تہمت اور بہتان بازی بہت بڑا گناہ ہے۔لیکن اگر کسی کو واقعتاً کینسر کے مرض نے گھیر لیا ہو تو اسکی نشاندہی اور اس سے بچاؤ کی فکر نہ کرنا بے عقلی و ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔مزید یہ کہ اسی حدیث کی ایک اور روایت میں ''شرک'' کی بجائے ''کفر'' کے الفاظ ہیں یعنی کفر کی تہمت لگانے پر وعید ہے۔اور کفر پر اس قسم کی وعید موجود ہے کہ اگر کسی پر کفر کا اطلاق کیا جائے تو کفر دونوں یعنی (کفر کی تہمت لگانے والے یا جس پر لگائی جارہی ہے) میں سے کسی ایک پر لوٹے گا۔بہرکیف تطبیق کی بنا پر اگر درج ذیل دیگر دلائل کو بھی پیشِ نظر رکھا جاتا تو بچت ہو جاتی:

☆ اسی مضمون کی مثال نمبر۔4: میں بیان کردہ روایت (بُخاری:3456،مسلم) جس میں نبی کریم ﷺ نے خود اپنی امت کے یہود و نصاریٰ (جن کا بڑا جرم شرک تھا) کی من وعن پیروی کی خوفناک پیشگی خبر دی۔

پھر شرک کی سنگینی اس قدر بھیانک ہے کہ شرک کی تفہیم اور اس بچنے کی بھرپور کوشش سے پیچھے نہیں رہنا چاہئے جیسا کہ:

☆ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو دس باتوں کی تاکید فرمائی جن میں سے پہلی یہ تھی:
''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا،خواہ تمھیں قتل کر دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے۔''

(مسند احمد:2157)

☆ نبی کریم ﷺ نے تنبیہ فرمائی:
((من مات وهو يدعو من دون الله ندا دخل النار)) (بخاری،رقم:449)
''جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ کے علاوہ کسی کو پکارتا تھا مدمقابل (مصائب و آلام میں بلا اسباب پکارنا جو کہ عبادت ہے) تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔''

☆ خالق نے قرآن مجید میں یہ حتمی فیصلہ کر دیا ہے کہ بروز قیامت ہر گناہ کی معافی کا امکان ہے لیکن شرک کبھی معاف نہیں ہوگا۔

اگر اس قسم کے کثیر دلائل کو بھی پیش نظر رکھ کر فیصلہ کیا جاتا تو بچت ہو جاتی۔ان حقائق کو پس پشت ڈالنا تو ایسا ہی ہے کہ کوئی قتل کے ضمن میں ایک شخص کے ۹۹ قتل کرنے والی ایک روایت (جس کے مطابق محض توبہ کی نیت سے سفر کرنے پر بخشش ہوگئی) کو بنیاد بنا کر قتل و غارت کو معمولی سمجھ کر اس گھناؤنے جرم کا مرتکب ہو کر فساد فی الارض برپا شروع کردے۔جبکہ نسل انسانی کی بقا کیلئے قتل و غارت پر قرآن حکیم اور نبی کریم ﷺ کی دیگر انتہائی سخت تنبیہات کو نظرانداز کردے جیسے:

''ایک جان کا ناحق قتل پوری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا (سورۃ المائدہ:5: آیت:32)،

کسی ایک اہل ایمان کے ناحق قتل پر انتہائی سخت وعیدیں:

(۱)۔اسکا بدلہ جہنم ہوگا، (۲)۔جہنم میں وہ جلے گا ہمیشہ ہمیش، (۳)۔وہ بدنصیب اللہ کے غضب کا شکار ہوگیا، (۴)۔اللہ کی لعنت اور پھٹکار اس پر آپڑی، (۵)۔اور اللہ تعالیٰ نے اسکے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔(سورۃ النساء:4: آیت:93)''

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے:

''اہل ایمان کے قتل کو کفر کے برابر قرار دیا (صحیح بخاری ، رقم:4406، صحیح بخاری، رقم:10)،ایک مسلمان کی عزت، اسکا مال اور اسکا خون دوسرے مسلمان پر حرام کیا۔ (ترمذی البر والصلۃ:1927، بخاری ومسلم)۔''

شرک کی طرح اگر اس انتہائی شدید ظلم کو بھی معمولی لے لیا جائے تو زمین پر انسانوں کا رہنا مشکل ہو جائے (جو کہ مشکل ہو چکا ہے)۔اسلئے اسلام نے اس انتہائی گھناؤنے ظلم کے سدباب کیلئے مذکورہ شدید تنبیہات نازل فرمائیں اور اس فعل کے ارتکاب پر معافی کا انتہائی سخت پیمانہ مقرر کیا: قتل عمد (یعنی دانستہ قتل) پر قصاص یعنی قتل کے بدلے قتل اور قتل خطا (نادانستہ) پر دیت بتلایا۔

ان سب تنبیہات کو نظرانداز کر کے صرف مذکورہ ایک روایت کو پیش نظر رکھنے کا نتیجہ دنیا میں قتل و غارت (جو کہ نکل چکا ہے) اور آخرت میں ابدی جہنم کے سوا اور کیا نکل سکتا ہے۔؟

(6)۔ رسالت کے ضمن میں قرآن حکیم میں دونوں قسم کی آیات ہیں یعنی: نبی کریم ﷺ سمیت دیگر انبیاء علیہم السلام کی فضیلت میں بھی اور لوگوں کو ابلیسی عمل دخل: حد سے تجاوز، غلط نظریات اور شرک سے بچانے کیلئے بعض مقامات پر سختی پر مبنی آیات بھی۔اب بغیر تطبیق کسی ایک طرف کی

آیات کی بنا پر شان وعظمت میں حد سے تجاوز کرتے ہوئے زمین و آسمان کے قلابے ملا دینا بھی درست نہیں اور اسکے برعکس دوسری آیات کی بنا پر تحقیر کی طرف جانا بھی عقلمندی نہیں۔ اعتدال پر رہتے ہوئے حسن نیت سے دونوں قسم کی تعلیمات کی بنا پر متوازن پہلوؤں پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے تا کہ شرک سے بھی بچا جا سکے اور بے ادبی سے بھی۔

امید ہے بات سمجھ آ چکی ہوگی۔ اس وقت اسلام میں یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ دین کے تمام پہلوؤں : توحید، رسالت، عبادات، اخلاقیات، معاملات، معاشیات........ پر یہی فقدان پایا جاتا ہے۔ ان سب کے تفصیلی بیان کیلئے الگ سے ایک ضخیم کتاب درکار ہے۔ لہٰذا انہیں چند مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ جب تک کوئی مخلص نہیں ہو جاتا، تب تک اس انتہائی خطرناک بیماری سے جان نہیں چھٹ سکتی۔ اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

۞۞۞۞۞

سچی سُچی رہنمائی (Pure Guidance)

پمفلٹ (Pamphlets)

عام لوگوں کیلئے اہم موضوعات پر ضخیم تحاریر کی بجائے پمفلٹ کی شکل میں زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر

1	ہماری حقیقت (نفس اور روح)	2	دین کی اصل
3	ایمان کی مختلف حالتیں	4	ہدایت پر ضروری معلومات
5	اصل اور جواز	6	تطبیق: ہدایت کیلئے ناگزیر
7	قرآن سے رہنمائی پر ایک بڑی غلط فہمی	8	قرآن فہمی کی اہمیت
9	جزوی اسلام کا نتیجہ	10	توبہ اور بخشش کا قرآنی ضابطہ
11	قتلِ ناحق (ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ)	12	قلب کی حالتیں
13	اخروی زندگی کی جھلک	14	ابدی زندگی کی حسرتیں
15	فریضہ دعوت و اصلاح	16	جہاد (زیرِ تحریر)
17	انفاق فی سبیل اللہ	18	زندگی کیا ہے؟
19	موت کو دریافت کرنا	20	تزکیہ و تقویٰ
21	سکون کے ذرائع	22	نظروں سے اوجھل بے عدلی کی شکلیں
23	خضاب کی شرعی حیثیت	24	اختلاط: نوجوان نسل کیلئے بڑی آزمائش
25	ابلیس انتہائی مکار دشمن	26	

﴿آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾

نوٹ: دیانتداری سے کوشش تو پوری کی گئی ہے کہ سچائی کو واضح کیا جائے۔ لیکن انسانی کاوش خطا سے پاک نہیں۔ اسلئے جو بھی کوئی خطا ہوئی ہوگی تو وہ دانستہ نہیں، بلکہ سہواً ہوئی ہوگی۔ لہٰذا اگر کہیں کوئی کمی بیشی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔ ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔